# حُجّتِ واہرہ

# فرضیتِ حج

از

شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہا مفتیٔ اعظم
حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۲۶- کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۳۵۷

بموقع صدسالہ عرسِ مبارک

حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی

# حجۃ واہرہ

## فرضیت حج

-: از :-

تاجدار اہل سنت امام الفقہاء مفتی اعظم شہزادۂ اعلیحضرت

حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ

ناشر

رضا اکیڈمی

۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

## سلسلۂ اشاعت

نام کتاب: حجة واهره بوجوب الحجة الحاضرة
(فرضیت حج)

مصنف: مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفٰے رضا خاں نوری، بریلوی

تصحیح: مولانا مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی، رامپوری

تحریک: مولانا الحاج محمد سعید نوری

صفحات: ۴۸

سنہ اشاعت: صفر المظفر ۱۴۲۵ھ/ مارچ ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ: مولوی محمد انور رضا بریلوی، عتیق احمد حشمتی پیلی بھیتی

ناشر: رضا اکیڈمی ۲۶/کامبیکا اسٹریٹ، ممبئی ۳

باہتمام: مولانا محمد شہاب الدین رضوی

-: ملنے کے پتے :-

**شاہ برکت اللہ اکیڈمی**

رضا نگر، سوداگران، بریلی شریف فون نمبر 0581-2552278-2550087

نوری کتب خانہ۔ لال مسجد، رامپور شریف ۲۴۴۹۰۱ یوپی انڈیا۔

کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مسئلہ:
شب ۲۹/ماہ مبارک ۱۳۴۲ھ

از بمبئی مرسلہ پیرن میاں صاحب افسر قادری مقتدری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لیڈر جو بڑے جبّے قبّے والے مولوی بنے ہوئے ہیں آج کل ادائے فریضہ حج سے روکنے کی سخت جانکاہ کوششوں میں مصروف ہیں برابر اخباروں میں ایسے مضامین شائع کررہے ہیں جن میں اس وقت حج کو جانا ناروا اور معصیت بتارہے ہیں۔ شریف کے مظالم کی بے اصل و بے بنیاد من گھڑت داستانیں سنا سنا کر مخلوق کو بہکارہے ہیں فتنہ قرامطہ کے مظالم دکھا دکھا کر شریف صاحب کے سر زبردستی جو مظالم تھوپے ہیں ان سے ان کی تطبیق کرکے علماء و ائمہ سیاس وقت حج کو جانا ناجائز ہونے پر سندیں لارہے ہیں ــــ ایسے لوگوں کے لئے حکم شریعت کیا ہے؟ ــــ اوران کے اس فتوے پر جو لوگ عامل ہوں اس سال حج کو نہ جائیں بلاوجہ تاخیر کریں۔ ان کی بابت کیا حکم ہے۔ اخبار خلافت بمبئی حاضر ہے جس میں ممانعت حج کا مضمون ہے۔

## الجواب:

| | |
|---|---|
| رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔ [1] | اے میرے رب تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (کنزالایمان) |

---

[1] پ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۹۷-۹۸۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر فتنہ خصوصاً اس فتنۂ ملعونہ گاندھویہ سے محفوظ رکھے۔

مضمون ممانعت حج مطبوعہ خلافت اخبار ملاحظہ ہوا۔ مضمون نگار نے ممانعتِ حج کی بنا اس پر رکھی ہے کہ شریف ظالم اور اس کے مظالم قرامطہ جیسے ہیں اور اس وقت علما نے ممانعت فرمائی تھی اب بھی ممانعت ہونی چاہیئے ـــ اس قیاس۔ قیاس مع الفارق سے لکھ دیا کہ ''حج ناروا ہے'' شریف کے یہ مظالم گنائے ہیں۔

(۱) دنیا کو معلوم ہے کہ شریف حسین نے جنگ یورپ میں عیسائیوں کا شرمناک اور خلاف اسلام ساتھ دیا۔ اور نصاریٰ کی دیرینہ مخالفت خلافت کو اپنی بغاوت سے قوی کر کے نظم اسلام و مسلمین کی پراگندگی میں کافی مدد کی اور محض ذاتی منفعت کے واہمہ اور دنیاوی عزت و مفاد کے تخیل میں دین و آخرت عزت و استقامت اور اپنی حقیقی شوکت و وقعت کو برباد کر دیا جس کے بعد وہ سب کچھ ہوا جو عہد قرامطہ میں ہوا تھا اور اب تک اس کے غارت گر آثار باقی و جاری ہیں۔

(۲) کیا انکار کیا جا سکتا ہے کہ نصرانیوں کی فوج ارضِ مقدس حجاز مکہ حرم میں نہ داخل ہوئی اور بحر احمر کے ساحل پر نہ اتری۔

(۳) کیا فخری پاشا گورنر مدینہ کا فریب سے محاصرہ نہ کیا گیا اور مدینۃ الرسول کے شیوخ و سادات جلاوطن اور غارت نہ کئے گئے۔

(۴) کیا مخدرات مدینہ طیبہ پر مظالم نہ ہوئے۔

(۵) کیا کسوتِ کعبہ کی بے حرمتی، آتشزدگی عہد شریف اور دورِ قرامطہ کا یکساں عمل نہیں۔

(٦) کیا سفکِ دم مثل شیخ رابق شریف نے نہ کیا۔

(۷) کیا لوٹ نہب غارت میں شریف ابوطاہر سے کم رہا۔

(۸) کیا آج تک رشوت، ٹیکس، تغلب، بدنظمی اور حق گوئی پر شریف کا طرح طرح کے مظالم ڈھانا اور ستانا مشتہر و معلوم نہیں۔

(۹) کیا مصائب حجاج کی مشہور خبریں اور متواتر بیانات شائع نہیں ہیں۔اور پھر کیا شریف کا آج تک عملاً حامیِ نصاری اور ان کے معاہدات اور حقوق واحکام اسلامیہ کے تحریرات کا پابند ہونا مسلم وعیاں نہیں ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس کی جانب توجہ کریں مناسب ہوگا کہ بعض احکام شرعیہ کا افادہ کریں ـــــ یہ یاد رکھو کہ بے علم جاہل کو فتوے دینا حرام ہے اور اس کے فتوے پر عمل حرام ـــــ اس کا فتویٰ دینا گمراہی میں پڑنا اور اوروں کو گمراہی وضلالت کے اندھے کنوؤں میں گرانا ـــــ اس کے اوپر چلنا اندھے کے پیچھے لگنا اور چاہ ضلالت میں ڈوبنا ہے۔ایسا شخص جو بے علم فتوے دے ملعون ملائکہ سموات وارض ہے اور جہنم پر سخت جری اور عذاب سے سخت بے باک۔

حدیث میں فرمایا:

اَجرَأُکُم عَلَی الفُتیَا اَجرَأُکُم ـــــ جو شخص تم میں فتویٰ پر زیادہ دلیر ہو وہ

عَلَی النَّارِ۔ ؎۱ جہنم پر زیادہ دلیر ہے (نوری)

اور ارشاد ہوا:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔ ؎۲

جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا۔ آسمان وزمین کے فرشتوں نے اس پر لعنت کی۔ (نوری)

نیز فرمایا:

اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُھَّالًا فَسُئِلُوا فَاَفْتُوا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ ؎۳

لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم فتوے دیں گے گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔

مانع خیر کے خیر سے رو کنے پر عمل۔ قرآن عظیم کی کھلی مخالفت ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

لَاتُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۙ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۙ ؎۴

ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد بڑھنے والا گنہگار۔ (کنزالایمان)

---

؎۱ کنزالعمال - ۱۰/۱۰۶۔ ؎۲ ایضاً ۱۰/۱۱۱۔ ؎۳ بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ۱/ ؎۴ پ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۱۰-۱۱-۱۲۔

حج کے جب تمام شرائط پائے جائیں تو اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ وہ علی الفور واجب ہوتا ہے یا علی التراخی امام ابو یوسف کے نزدیک علی الفور اس کی ادا واجب ہے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی مروی اور امامِ محمد کے نزدیک وجوب علی التراخی ہے۔ یہی مذہب امام شافعی ہے اور ایک روایت میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مثل قول امام محمد مروی مگر اصح اور احوط اول ہے اور اسی پر عمل ہے۔ جس سال شرائط پائے جائیں ہمارے نزدیک تاخیر جائز نہیں فوراً ادا کرنا چاہئے۔ امام محمد کے دلائل یہ ہیں کہ ''اللہ عزوجل نے حج فرض فرمایا اور اسے مطلق رکھا کہ فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط [1]

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

پھر وقت حج بیان فرمایا کہ:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج [2]

حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے (کنز الایمان)

تو حج اشہر حج میں فرض ہے۔ عمر میں کسی وقت ہو۔ اگر اسے فور سے مقید کریں تو مطلق کی تقیید ہوگی اور وہ بے دلیل جائز نہیں۔ نیز مکہ مکرمہ ۸ھ میں فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں حج فرمایا تو اگر وجوب علی الفور ہوتا حضور اتنی تاخیر نہ فرماتے اس کے علاوہ اگر زید اجتماع تمام شرائط پر فوراً نہ جائے بلکہ دوسرے تیسرے اور چوتھے پانچویں سال حج کرے تو اس کا یہ حج ادا ہوگا اگر وجوب علی الفور ہوتا اور

---

[1] پ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۹۷۔ [2] پ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۹۷۔

اس سال ادا نہ کرتا تو اس حج کا وقت فوت ہو جاتا۔ تو چاہئے اس کا حج قضا ہوتا نہ حج ادا ـــ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔

اور شیخین کریمین یہ فرماتے ہیں کہ اپنے وقت پر حج کا امر مطلق ہے کہ اس میں دونوں احتمال فورو تراخی ہیں اور احوط یہ ہے کہ احتمال فور پر اسے حمل کریں کہ جب فور پر حمل ہوگا تو مستجمعِ شرائط گناہِ تاخیر کے خوف سے فوراً حج کرلے گا اب اگر مراد احتمال فور ہی تھا تو وہ اس امر کو بجالایا جس کے ساتھ وہ مامور تھا۔ تراخی میں جو ضرر تھا اس سے محفوظ رہا اور اگر احتمال تراخی مراد ہو تو فوراً بجالانا یہ اسے مضر نہ ہوگا بلکہ نافع ہوگا کہ اس نے خیر میں جلدی کی (اور امر سَارِعُوا فِی الْخَیْرٰتِ[۱] پر عمل) اور اگر تراخی پر حمل کریں تو اکثر یہ ہوگا کہ بفور استجماع شرائط حج نہ ہوگا بلکہ دوسرے برس تیسرے برس یا اس سے بھی زیادہ تک تاخیر ہوگی تو اب تاخیر کرنے والے کو اس صورت میں کہ فور مراد ہو تاخیر سے مضرتِ عظیمہ لاحق ہوگی اگرچہ بصورت احتمال تراخی نہ لاحق ہو تو اس کا فور ہی پر حمل احوط الوجہین ہے ۔ تو وہی اولیٰ ہے ـــ بدائع صنائع میں ایک اور وجہ کا بھی افادہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَلَكَ زَاداً وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَلَمْ يَحُجَّ فَلا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِياً اَوْنَصْرَانِياً۔[۲]

جو کوئی مالک ہو زادِ راہ اور خرچ اور سواری کا کہ پہنچادے اس کو مکہ معظّمہ تک، باوجود اس کے حج نہ کیا۔ بس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی ہو کر۔ (نوری)

---

[۱]

[۲] الجامع للترمذی باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج، ۱/۱۰۰ نیز اتحاف السعادت للزبیدی، ۴/۲۶۷ نیز الموضوعات لابن الجوزی، ۲/۲۰۹۔

تو یہ وعید اس کے بارے میں ہے جو اول اوقات امکان سے تاخیر کرے کہ فلم یحج پر ''ف'' تعقیب بلا فصل کے لئے ہے تو معلوم ہوا کہ فوری ہی مراد ہے عامۂ مشائخ کے نزدیک یہی ہے کہ حج بفور اجتماع شرائط فرض ہے وہ فرماتے ہیں کہ حج سال میں ایک وقت معین پر ہوتا ہے کہ اس وقت کے فوت سے اس سال کا حج فوت ہو جاتا ہے تو اگر پہلے تاخیر کی جائے گی زندگی کا حال معلوم نہیں کہ اس سال کے بعد زندہ ہی رہے گا اور جب تک حج نہ کرلے گا نہ مرے گا۔ تو پہلی سال سے تاخیر اسی وقت حج کی تفویت ہوئی کہ اب حج کی ادا اس کے امکان میں نہیں یہاں تک کہ دوسرے برس وقتِ حج آئے اور دوسرے سال وقت حج پانے میں شک ہے تو اس شک سے وہ فوات جو پہلے سال کی تاخیر سے ثابت ہو چکا مرتفع نہ ہوگا اور تفویت حرام ہے لہذا حج علی الفور لازم امام محمد کا یہ فرمانا کہ وجوب حج اشہر حج میں ہے فور سے مقید نہیں بلکہ مطلق ہے ۔ سر آنکھوں پر ـــــ لیکن مطلق ہے تو اس میں احتمالین فور وتراخی دونوں ہیں اور ہم کہہ چکے...... کہ فور پر حمل اولےٰ ہے اور مطلق کی تقیید وقت قیام دلیل جائز ہے اور حضور ﷺ کا تاخیر فرمانا اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں ممکن ہے کہ حضور نے کسی عذر سے تاخیر فرمائی ہو اور حال عذر میں کلام نہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ مانع تاخیر احتمالِ فوات ہی تو ہے اور حضور ﷺ کے تاخیر فرمانے میں یہ احتمال نہیں کہ حضور بطریق وحی یہ جانتے تھے کہ اپنی وفات شریف سے پہلے ضرور حج فرمالیں گے۔

باقی رہا امام محمد کا یہ ارشاد کہ اگر کوئی پہلی سال سے تاخیر کرے مثلاً دوسری برس حج ادا کرے تو وہ مؤدی ہی ہوگا نہ کہ قاضی ۔ یہ بالکل بجا ارشاد ہے ـــــ مگر

وجوب علی الفورتو اسی لئے ہے کہ تاخیر میں اثم کا احتمال ہے اس واسطے کہ وجوب تعجیل فوات سے بچنے ہی کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ دوسری سال حج کا وقت نہیں تو جو دوسرے تیسرے سال تک زندہ رہا اور حج کرلیا۔ اب احتمال فوات زائل ہے تو ادا وقت حج میں حاصل۔

بالجملہ: ثابت ہوا کہ جب شرائط جمع ہو جائیں علی الفور حج کو جانا واجب ہے اور تاخیر گناہ ہے کہ موت کا وقت معلوم نہیں تو پہلی سال سے تاخیر تفویت ہوگی۔ اور تفویت حرام۔ هٰذَا كُلُّهُ خُلَاصَةٌ مَافِي الْبَدَائِعِ لِلْاِمَامِ اَبِيْ بَكْرٍ مَلِكُ الْعُلَمَاء اِبْنِ مَسْعُوْدِ الْكَاشَانِيْ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ النُّوْرَانِيْ۔

ہدایہ میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| ثُمَّ هُوَ وَاجِبٌ عَلَى الْفَوْرِ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ عَنْ اَبِيْ حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مَايَدُلُّ عَلَيْهِ وَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَالشَّافِعِيْ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَى التَّرَاخِيْ لِاَنَّهُ وَظِيْفَةُ الْعُمْرِ فَكَانَ الْعُمَرُ فِيْهِ كَالْوَقْتِ فِي الصَّلَاةِ وَجْهُ الْاَوَّلِ وَاِنَّهُ يَخُصُّ بِوَقْتٍ خَاصٍ وَالْمَوْت | پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج علی الفور واجب ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی بات مروی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور امام محمد اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے علی التراخی واجب ہے۔ کیونکہ حج تو عمر کا وظیفہ ہے پس عمر حج میں ایسی ہی ہے جیسے نماز میں وقت ہے اور اول کی وجہ یہ ہے کہ حج وقت مخصوص کے |

فِیْ سَنَةٍ وَاحِدَةٍ غَیْرُ نَادِرٍ فَیَتَضَیَّقُ اِحْتِیَاطاً وَلِهٰذَا کَانَ التَّعْجِیْلُ اَفْضَلُ بِخِلَافِ وَقْتِ الصَّلَاةِ لِاَنَّ الْمَوْتَ فِیْ مِثْلِهٖ نَادِرٌ۔[1]

ساتھ خاص ہے۔ اور ایک سال کے عرصہ میں مرجانا نادر نہیں ہے تو احتیاطاً تنگی کی گئی اور اسی وجہ سے جلدی ادا کرنا افضل ہے برخلاف نماز کے وقت کے اس لئے کہ اتنے وقت میں مرجانا نادر ہے۔ (نوری)

فتح القدیر میں ہے:

والثانی هوان الحج لا یجوز الا فی وقت معین واحد فی السنة والموت فی السنة غیر نادر فتاخیره بعد التمکن فی وقته تعریض له علی الفوات فلا یجوز ولذا یفسق بتاخیر و یاثم و ترد شهادته فحقیقة دلیل وجوب الفور هو الاحتیاط فلا یدفعه ان مقتضی الامر المطلق جواز

اور دوسری دلیل یہ کہ حج جائز نہیں ہے لیکن وقت معین میں سال میں ایک بار، مرنا سال میں غیر نادر ہے تو اسکا مؤخر کرنا قادر ہونے کے بعد اس کے وقت میں اسکا پیش کرنا فوت ہونے پر تو جائز نہیں ہے۔ اس وجہ سے فاسق ہوگا تاخیر کرنے کی وجہ سے اور گنہگار بھی، اس کی شہادت رد کردی جاتی ہے۔ دلیل کی حقیقت فوراً وجوب پر دلالت کرتی ہے اور یہی

---

[1] ہدایہ، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ۲۱۲/۳۔

التاخير بشرط ان لا يخلى العمر عنه و انه عليه الصلاة والسلام حج سنة عشرو فريضية الحج كانت سنه تسع فبعث ابابكر رضى الله عنه حج بالناس فيها ولم يحج والى القابلة فان تاخيره عليه الصلاة والسلام ليس يتحقق فيه تعريض الفوات وهو الموجب للفور لانه كان يعلم انه يعيش حتىٰ يحج و يعلم الناس مناسكهم تكميلا للتبليغ وليس مقتضے الامر المطلق جواز التاخير حتىٰ يعارضه موجب الفور وهو هذا المعنے فلا يقوى قوته بل مجرد الطلب المامور به فيبقے كل من الفورو التاخير علے الاباحة الاصلية و ذالك

احتیاط ہے، اس کو دفع نہیں کیا جائے گا تو امر مطلق کا مقتضیٰ تاخیر کے جواز پر اس شرط سے خالی نہیں ہوگی۔ اور یہ کہ حضور ﷺ نے ۱۰ھ میں حج ادا فرمایا اور ۹ھ میں حج فرض ہوا۔ حضور نے حضرت ابو بکر کو اسی ہجری میں حج کر نے کے لئے بھیجا اور خود تشریف نہیں لے گئے۔ تو بے شک حضور ﷺ کا تاخیر فرمانا احساس دلاتا ہے فوت ہو نے کا اور یہی فوراً موجب ہے اس لئے کہ حضور جانتے تھے کہ آپ حیات (ظاہری دنیا) رہیں گے اور حج ادا فرمالیں گے۔ اور سکھائیں گے امت کو حج کے پورے ارکان تبلیغ کے طور پر، تو یہی ہے امر مطلق کا مقتضی تاخیر کے جواز پر کہ جب پیش ہو تو فوراً ادا کرے۔ اسکا یہی معنیٰ ہے کہ اصل دلیل کی قوت قوی بلکہ صرف مامور بہ کا طلب کرنا مقصود ہے، تو باقی رہا ہر

الاحتياط يخرج منها فتلخص من هذا ان الفورية واجبة والحج مطلقا هوالفرض فيقع اداء اذا اخره و ياثم بترك الواجب على نظير ماقدمناه فى الزكوٰة سواء فارجع اليه وقس به اه مختصرا۔ [1]

ایک سے فوراًاور تاخیر اباحت اصلیہ کے طور پر اور یہی احتیاط ہے کہ فوراً ادا کر دیا جائے تا کہ فرض سے نکل جائے۔ اسکا مقتضی یہ ہے کہ فوراًواجب ہے اور مطلقاً حج فرض ہے تو باقی رہا ادا جب اسکو مؤخر کرے ،اور گنہگار نہ ہوگا واجب کے ترک سے اس نظیر سے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا زکوٰۃ میں ،تو برابر اسکی طرف رجوع کرو اور قیاس کرو۔(م)

کفایہ میں فتاوی امام قاضی خان سے ہے:

رواه هشام عن ابى يوسف رحمه الله انه لا يا ثم بتاخير الزكوٰة و ياثم بتاخير الحج الحج لان الزكوٰة غير مؤقته اما الحج فريضة يتعلق اداء ها بالوقت بمنزلة الصلاة و عسى لايدرك الوقت فى المستقبل۔ [2]

اسکو وایت کیا ہشام نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہ زکوٰۃ کی تاخیر سے گنہگار نہیں ہوگا ،اس لئے کہ زکوٰۃ غیر مؤقتہ ،رہا حج تو یہ فرض ہے اور ادا بالوقت سے متعلق ہے جو نماز کی منزل میں ہے ، عنقریب وقت مستقبل میں نہ پائیے گا۔(م)

نیز کفایہ میں ہے:

---

[1] فتح القدیر شرح ہدایہ مع الکفایہ، کتاب الحج ،مکتبہ الرشیدیہ،کوئٹہ پاکستان ۔۲/۳۲۴-۳۲۵۔

[2] کفایہ کتاب الزکوٰۃ ،مکتبۃ الرشیدیہ،کوئٹہ پاکستان۔

ان التاخير انما لایحل لما فیه من التعریض للفوت ورسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یا من ذالك۔ ۱؎

تاخیر حلال نہیں جس میں تعریض بالفوت ہو اور حضور اقدس اس سے محفوظ ہیں۔(م)

خزانۃ المفتیین پھر فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

ھوفرض علی الفور وھو الاصح فلا یباح له التاخیر بعد لامکان الی العلم الثانی۔ ۲؎

حج فی الفور فرض ہے اور یہی اصح ہے تو اسکی تاخیر مباح نہیں امکان کے بعد بھی قدرت پانے کے بعد بھی دوسرے علم کی جانب۔(م)

نیز عالمگیری میں ہے:

و ثمرة الخلاف تظهر فی حق الاثم حتیٰ یفسق و ترد شهادة علی الفور۔ ۳؎

اور اختلاف کا گرہ ظاہر ہو جاتا ہے گنہ کے حق میں یہاں تک کہ وہ فی الفور فاسق ہو جاتا ہے اور اسکی شہادت مردود ہو جاتی ہے۔(م)

شرائط حج کا بیان بھی مناسب لہذا ہم انھیں بھی بیان کریں۔شرائط حج دو قسم ہیں ایک وہ جو عورتوں مردوں سب کو عام ہیں اور ایک مخصوص بالنساء۔پہلی قسم کے شرائط یہ ہیں: بلوغ ،عقل، اسلام،صحتِ بدن، امنِ طریق، ملک زادوراحلہ وقت خروج اہل بلد۔یہ اس شخص کے لئے ہے جو مکہ معظّمہ کا رہنے والا نہ ہو سفر

---

۱؎ کفایہ کتاب الحج ،مکتبۃ الرشیدیہ،کوئٹہ پاکستان۔۲/ ۳۲۵۔ ۲؎ الفتاویٰ الھندیۃ المسمہ بالفتاویٰ العالمگیریہ۔کتاب المناسک۔داراحیاء التراث العربی،بیروت،لبنان۔۱/ ۲۱۶۔

۳؎ ایضاً۔

کر کے آئے اور دوسری قسم کی صرف یہ دو شرطیں ہیں: (۱) عورت کے ساتھ اس کے شوہر یا محرم کا ہونا یہ بھی ان عورتوں کے لئے ہے جو کم سے کم تین دن کی مسافت پر ہوں اور جو اس سے کم مسافت کی ہوں یا خود مکہ معظمہ کی۔ ان کے لئے محرم یا زوج کی ضرورت نہیں۔ (۲) عورت معتدہ بعدت طلاق یا وفات نہ ہو یہ شرائط ہیں ان کے سوا اور کوئی شرط نہیں۔ جب یہ سب شرائط پائے جائیں گے حج فرض ہوگا۔ کسی مسلمان کی فسق کی طرف نسبت بے ثبوتِ صحیح شرعی جائز نہیں۔ بعض کذابوں، گمراہوں، فاسقوں، فاجروں، گاندھی کے پیروؤں، لیڈروں کی بے سروپا خبروں پر اعتماد اور ان کا اعتبار جائز نہیں۔ وہ جن باتوں کو مشہور کریں ان سے شہرت و استفاضہ نہ ہوگا۔

قال تعالیٰ:

اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا[۱] — اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔ (کنز الایمان)

ایسی خبروں کے بھروسے کسی مسلمان سے سوءِ ظن روا نہیں۔ بدگمانی گناہ و حرام ہے۔

قال تعالیٰ:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔[۲] — اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (کنز الایمان)

و قال تعالیٰ:

---

[۱] پ۲۶ سورۃ حجرات، آیت ۶۔ [۲] پ۲۶ سورۃ حجرات، آیت ۱۲۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا۔ ۱ — بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔ (کنز الایمان)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث۔ ۲ — بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ (م)

جب ان احکام شرعیہ کے بیان سے بعونہ تعالیٰ فارغ ہو لئے اب اس مضمون ممانعت حج کی طرف توجہ کیجئے اور مضمون نگار صاحب کی خبر لیجئے۔

جو نو (۹) باتیں مظالمِ شریف کی گنائیں اور انھیں عہدِ قرامطہ کے مظالم پر ڈھال کرنا جوازیِ حج کا جبروتی زبردستی حکم دیا۔

**اولاً**: تو ان میں سے کوئی بہ ثبوت صحیح شرعی ثابت نہیں۔ انھیں لیڈروں کی بے پر کی اڑائی خبریں ہوائی باتیں ہیں۔

**ثانیاً**: اگر پناہ بخدا وہ شریف سے ثابت ہوں تو امن کے ہوتے ان کے وجود سے فرضیت و وجوب حج پر کیا اثر کہ ان سے امن میں کوئی خلل نہیں۔

**ثالثاً**: ہم ان شاء اللہ ثابت کریں گے کہ عہد شریف ہرگز قرامطہ ملعونین کا سا عہد نہیں تو جو حکم اس عہد خبیث کے لئے تھا ہرگز اس عہد شریف کے لئے نہیں۔

(۱) دنیا کو اگر معلوم ہے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ شریف نے ترکوں کی غلامی سے نکل کر اپنی حکومت ان سے آزاد کر لی۔ شریف نے یہ کیوں کیا۔ کیوں نہیں؟

---

۱ پ۲۷ سورہ نجم، آیت ۲۸۔ ۲

ممکن کہ یوں کیا ہو کہ ترکوں میں کوئی قوت باقی نہیں رہی تھی۔ ترکی سلطنت کے دل و جگر میں نصاریٰ گھس گئے تھے اور ترکی کا بادشاہ شطرنج کا بادشاہ رہ گیا تھا کسے معلوم نہیں کہ درۂ دانیال پر انگریزی قبضہ تھا کون نہیں جانتا کہ خود قسطنطنیہ نصاریٰ سے ایسے متسلط تھے کہ بادشاہ کی وہ فوج جو مسجد جامع تک جانے آنے میں بادشاہ کے ہمراہ رہتی انگریزوں کے حکم سے ممنوع تھی۔ کیا انکار کیا جا سکتا ہے کہ خود قسطنطنیہ باب عالی کے سامنے ترکوں کی صف کھڑی کر کے نصاریٰ کے حکم سے اس کے گولی نہ ماری گئی۔ جب ترک خود اپنی قوم کی (جس پر ترک کٹتے مٹتے ہیں) امداد نہ کر سکتے تھے جب ترکی قوم بھوکی مر رہی تھی اور سلطلنت اس کی خبر[1] نہ لے سکتی تھی جو بہ نسبت حجاز ان سے بہت زیادہ قریب اور ہاتھ کے نیچے تھی۔ ایسے سخت وقت اور اس سقیم حالت میں کہ حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحمِ میتہ بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں کو تلاش پر وہ بھی دستیاب نہ ہوسکتا تھا۔ نصاریٰ ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کر لے جاتے اور یہاں چار۴ سیر بکتا تھا وہاں دس۱۰ سیر کا فروخت کرتے بلکہ مفت بانٹتے تھے قوم بالکل مجبورانہ ان کی طرف جھک چکی تھی۔ پھر یہ کہ یہ ان گاندھویوں کو بھی مسلم ہے کہ شریف میں اگرچہ شریف کی قوم شریف کے ساتھ ہو انگریزوں سے لڑ جانے کی اب بھی قوت نہیں۔ نہ کہ جب ذرا سی سمجھ والا بے تامل سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں شریف نے جس خوبی سے نصاریٰ کے نجس اقدام سے حرم الٰہی کو محفوظ رکھا یہی مقتضائے دانشمندی و حکومت

---

[1] باب عالی پر ہائی کمشنر نے دباؤ ڈال کر ایک ترکی لشکر کمالیوں کی سرکوبی کے لئے بحکم سلطان روانہ کرایا اور باب عالی کو مجبوری روانہ کرنا پڑا۔

تھا ورنہ نصاریٰ سے لڑ جانے کا حاصل بظاہر اس کے سوا اور کیا تھا کہ حرم میں مسلمانوں کا خون بہا بہا پھرتا اور معاذ اللہ اس پر نصاریٰ کا قبضہ ہوتا۔ کیا وہ ترک جو اپنے دار السلطنت کو نصاریٰ کے قبضے میں سونپ چکے تھے اس کی قوت رکھتے تھے کہ حجاز کو ان کے پنجۂ ظلم سے محفوظ رکھتے شریف کی اس شرافت اور عمدہ حکمت کو یہ کہنا کہ:

> شریف حسین نے جنگ یورپ میں عیسائیوں کا شرمناک اور خلاف اسلام ساتھ دیا اور نصاریٰ کی دیرینہ مخالفت خلافت کو اپنی بغاوت سے قوی کر کے نظم اسلام و مسلمین کی پراگندگی میں کافی مدد کی اور محض اپنی ذاتی منفعت کے واہمہ اور دنیاوی عزت کے تخیل میں دین وآخرت وعزت واستقامت کو برباد کر دیا۔

نہایت شرمناک اور خلافِ شانِ اسلام حرکت اور مخالفتِ شرافت اور نظم مسلمین کے تفرقہ میں امداد واعانت صدق ودیانت کرنا اور محض اپنی ذاتی منفعت کے واہمہ اور دنیوی عزت کے تخیل میں اپنی حقیقی عزت ووقعت کو برباد کر دینا ہے۔ کیا محض بیہودہ لغو، نا قابل اعتبار خبروں کے بھروسے کسی مسلم کو ایسا کہنا نہیں، نہیں کسی کی نسبت ایسا خیال کرنا جائز ہے؟ کیا بدگمانی بحکم قرآن وحدیث حرام نہیں؟ کیا کتب فقہ میں یہ نہیں کہ توہین اشراف (سادات کرام) کفر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| الاستخفاف بالعلماء والاشراف کفر۔ | علماء کرام اور سادات عظام کی توہین کفر ہے۔ (نوری) |

پھر یہ کہ بفرض غلط اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ کہ شریف نے محض بے وجہ ترکوں کو نکالا اور اپنے آپ حاکم بن بیٹھے اور انگریزوں سے ساز باز کرلیا۔ تو اس پر یہ کہنا کہ انھوں نے اپنی آخرت کو برباد کردیا کیسا ستم ہے۔ کیا ترکوں کو نکال دینا کفر ہے۔ اور معاذ اللہ یہ گاندھویہ کے طور پر کفر بھی ہو تو کیا توبہ کا دروازہ بھی شریف پر بند ہوگیا؟ کیا باب اجابت پر معاذ اللہ، معاذ اللہ، معاذ اللہ، گاندھویہ کا قبضہ ہے کہ شریف کی توبہ وہاں تک نہ پہنچنے دیں اور ان کی توبہ کسی طرح قبول نہ ہونے دیں؟

کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا:

لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ۔[1]

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (کنزالایمان)

کیا آج تک ان بڑے بڑے مدعیانِ علم نے یہ نہ پڑھا کہ سید سے جب تک کفر نہ صادر ہو وہ واجب التعظیم ہے۔ مگر جنھوں نے دین و مذہب سب کو بالائے طاق رکھا نہیں نہیں اتنا ہی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کو بت پرست گاندھی پر نثار کردیا۔ اسے مذکر مبعوث من اللہ مانا۔ ان سے اس کی کیا شکایت وہ تو اپنے اس مذکّر کی شریعت پر ایمان لانا ہی چاہیں اور اس کے نزدیک شریف کافر۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر معاذ اللہ شریف سے کوئی کفر بھی ہوگیا ہوتا۔ تو ان کے کفر کا جب کہ امن پر کوئی اثر نہ ہوتا حج کیوں ناروا ہوتا۔ اب جبکہ بفضلہٖ تعالیٰ ان سے صدور کفر تو کفر، فسق بھی بطریق

---

[1] پ۲۶ سورہ فتح، آیت ۲۔

ثبوت شرعی ثابت نہیں اور امن موجود جواز حج کیوں مفقود۔ اتنی سی عبادت میں اکاذیبِ مضمون نگار کا انبار اور اس کے افترائات کا طومار ملاحظہ ہو۔ (۱) عیسائیوں کا ساتھ دیا۔ دینے اور ہو جانے میں فرق ہے۔ (۲و۳) نصاریٰ کی مخالفت خلافت کو اپنی بغاوت سے قوی کیا اول تو وہی کرنے اور ہو جانے میں فرق ہے پھر یہ کہ شریف نے مخالفت خلافت نہ کی ترکوں کی مخالفت خلافت تو تم کر رہے ہو جسے ترک خود تسلیم نہیں کرے۔ (۴) محض ذاتی منفعت الخ یہ وہی بدگمانی ہے جو حرام ہے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ شریف نے کس نیت سے ایسا کیا۔ کیا تم نے قلب شریف چیر کر دیکھا۔ (۵) سب سے بڑھ کر تو یہ سفید جھوٹ اور عظیم افتراء ہے کہ جس کے بعد وہ سب کچھ ہوا جو عہد قرامطہ میں ہوا تھا ہم آگے عہد قرامطہ کے مظالم بیان کرین گے۔ مسلمان ان بیانوں سے اس کذب محض کی شناخت پر لعنت بھیجیں گے کہ۔

قرآن عظیم میں ہے:

فَنَجعَلُ لَّعنَتَ اللّٰہِ عَلَی الکٰذِبِینَ۔[۱] تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (کنز الایمان)

کیا اس کا ثبوت صحیح شرعی دیا جا سکتا ہے کہ نصاریٰ کی فوج مکہ معظّمہ میں داخل ہوئی۔ کیوں نہیں؟ ممکن کہ یہ یاروں کی ہوائی باتوں کی طرح بے پر کی اڑائی خبر ہو۔ اخبار میں کسی خبر کا آجانا اس کے ثبوت کے لئے کیا کفایت کرتا ہے؟ ہم روزانہ دیکھ رہے ہیں کہ بہت سی بے اصل باتیں اخباروں میں چھپتی اور ملک میں شائع ہوتی ہیں۔

**ثانیاً**: بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو اس کا کیا ثبوت کہ وہ سب شریف کی رضامندی

---

[۱] پ۳ سورہ آل عمران، آیت ۶۱۔

اور اذن و اجازت سے ہوا؟ اور یہ بھی سہی! تو یہ دیکھنا چاہئے کہ شریف کو روکا دینے پر قدرت تھی یا نہیں۔ نہیں تو شریف پر کیا الزام ہے۔ کیا ایسی خبروں پر ایمان لے آنا کسی عاقل کا کام ہے؟ کیا ایسی باتوں سے کسی مسلمان کی نسبت بدگمانی کرنا مسلمان کی شان ہے؟ خصوصاً ابن الرسول، جگر پارہ حضرت بتول صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا وعلیہا وسلم کی جانب بے وجہ ایسا بدگمان کیا حکم رکھتا ہے۔

**ثالثاً:** بالفرض شریف نے باوجود قدرت بر ممانعت انگریزوں کو داخلہ کی اجازت دی تو جب کہ اس سے امن میں کوئی خلل نہ ہوا۔ حاجیوں کی جان و مال پر کوئی خوف نہ ہوا۔ حج کو جانا ناجائز کیوں ہوا۔ شریف کے کسی گناہ سے وجوب حج کیوں ساقط ہوگیا۔ کیا حج کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ شریف معصوم یا اس قسم کے گناہ سے بری ہو۔

**رابعاً:** تھوڑی دیر کو یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ اس وقت امن باقی نہ رہی مگر جب کہ اب امن ہے تو اس گذشتہ بے امنی کا اس وقت کیا اثر۔ یونہی اگر فخری پاشا کا محاصرہ شریف نے کیا تھا تو جب یا اب اس سے حج پر کیا اثر ہوا اور وہ کھلا کذب اور شدید افتراء ہے کہ شریف نے مدینہ طیبہ کے شیوخ و سادات جلاوطن اور غارت کئے۔ جب مدینہ منورہ کا محاصرہ ہوا ہے اس وقت خود فخری پاشا نے تمام سکانِ مدینہ طیبہ کو اپنے اہتمام سے شام پہنچا دیا یونہی حرم نبوی کا سارا بیش بہا اسباب۔ جب شریف کا تسلط ہوا ہے تو شریف نے انھیں پھر واپس بلایا ہے۔ اور از سر نو مدینہ طیبہ کو آباد کیا ہے۔ مضمون نگار کا یہ چھٹا جھوٹ اور سخت شدید افترا ہوا۔ یونہی محذرات مدینہ طیبہ پر مظالم کی نسبت شریف کی طرف اس کا ساتواں کذب اور عظیم بہتان ہے۔ کسوتِ کعبہ ترکی گولی سے

جلی۔ ترکوں نے قلعہ سے شریف کے مکان پر گولہ باری کی انھیں کے گولہ سے کسوتِ کعبہ معظّمہ کی یہ توہین ہوئی اس کا شریف پر کیا الزام اور اس وقت عہد شریف کیا معنی۔ اس وقت تک تو ترکی ہی عہد تھا۔ اور کیا کسی کے عہد میں کوئی جرم کرے اس کا الزام اس مجرم پر نہیں ہوتا بلکہ اس عہد والے پر ہوتا ہے۔ عہد قرامطہ میں قرامطہ ملعونوں نے خود کسوتِ کعبہ اتار لی تھی۔ اگر شریف ہی کے گولے سے معاذ اللہ ایسا ہوتا تو بھی یکساں عمل نہ ہوتا کہ جل جانے اور جلا دینے میں فرق ہے اسے اور عہد قرامطہ کے عمل کو یکساں کہنا آٹھواں سیاہ جھوٹ ہے اور سخت بہتان شیخ رابق کے قتل کا ثبوت بھی شرعی درکار۔ اور بالفرض ایسا ہوا بھی ہو تو اس کا ثبوت لاؤ کہ وہ قتل قتلِ ناحق تھا۔ اور اگر یہ اس کا بھی ثبوت پیش کر سکیں تو اس سے امن عامہ میں کیا خلل ہوا۔ کیا حج کو اس سال جانا ناروا ہوتا ہے جب کبھی مکہ معظّمہ یا اس کے حوالی میں کسی سے معاذ اللہ ناحق قتل واقع ہو گیا ہو۔ کیا ترکوں سے وہاں کبھی قتل ناحق نہ ہوا۔ کیا وہ فتنہ حرمت و مساوات جس میں عبد الحمید خاں معزول ہوئے اس میں علمائے کرام حرمِ محترم فتوے دینے پر مجبور نہ کئے گئے اور جب انھوں نے اس گمراہی کے جواز پر فتوے دینے سے انکار کیا تو ان کی تخویف کے لئے ان کی صف جو حرمِ محترم کے ساتھ کھڑی تھی اس پر فیر نہ ہوئے کیا ان گولیوں سے بعض خاص حرم کی دیوار پر نہ لگیں۔ کیا سلطان عبد الحمید خاں مرحوم کی شاہی فوج ان متفنی اتراک سے لڑنے پر آمادہ و تیار نہ تھی۔ اگر سلطان مرحوم یہ نہ کہہ دیتے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے مسلمانوں کا خون بہے اور ان کی قوت آپس میں لڑ کر فنا ہو جائے تو کیا کچھ نہ ہوتا۔ کیا کبھی ترکوں کے عہد میں ناجوازی

حج کا اس لئے فتویٰ دیا گیا۔ یا یہ عنایت شریف ہی کے حال پر ہے۔ ثبوت شرعی لاؤ کہ شریف نے کسے لوٹا کس کے اموال چھینے ورنہ بے وجہ بدگمانی سے توبہ کرو۔ یونہی رشوت کے لئے ثبوتِ شرعی درکار کس سے لی، کیا لی، کس کے مال پر زبردستی قبضہ کیا شرعی ثبوت دو یا توبہ کرو۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ۔ ۱
پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (کنزالایمان)

افتراء سے باز آؤ، جھوٹے اتہام نہ باندھو، بہتان نہ اٹھاؤ، افتراء کرنے والا فلاح نہیں پاتا، سخت ذلیل ورسوا خائب وخاسر رہتا ہے۔

قال تعالیٰ :

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ۔ ۲
بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (کنزالایمان)

وقال عزجل:

وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی۔ ۳
اور بیشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا۔ (کنزالایمان)

شریف کو تو ان گندے اوصاف سے تم ملوث کرتے ہو کیا ترکوں کی رشوت خوری مشہور نہیں کیا ان کا تغلب علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

---

۱ پ۱ سورہ بقر، آیت ۲۴۔ ۲ پ۱۴، سورۂ نحل، آیت ۱۱۶۔ ۳ پ۱۶ سورہ طٰہٰ، آیت ۶۱۔

| | |
|---|---|
| و قد تكون بالتغلب وهو الواقع فی سلاطين الزمان نصرهم الرحمن۔ | اور کبھی غلبہ ہوتا ہے اور وہ سلاطین زمانہ میں واقع ہوا تو اللہ نے انکی مدد فرمائی۔(م) |

کیاان وجوہ سے زمانہ اتراک مین جوجج ہوئے وہ ناجائز ہوئے انھیں کیوں ناروانہیں بتاتے وجہ فرق کیا ہے۔ رشوت وغیرہ کا الزامِ شنیع شریف کے سرزبردستی تھوپنا مضمون نگار کا نواں کذب وافترا ہوا۔شریف سے معاذ اللہ اگر رشوت کا ثبوت بھی ہو،تواس سے حج کیوں ناجائز ہوا۔ بلکہ کیوں ساقط ہوا۔ ہر خادمِ فقہ جس کی عقل کی آنکھیں فقہ کے نور سے روشن ہیں جانتا ہے کہ اس کا حال اوراس کے امثال میں گناہ لینے والے پر ہے دینے والے پرنہیں ۔خود فتح القدیر میں کسی اور جگہ نہیں وہیں تھاجہاں کی عبارت مضمون نگار نے نقل کی ہے۔

| | |
|---|---|
| ثم یاثم فی مثله علی الاخذ لا المعطی علی ماعرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء۔ | اسکے مثل میں گنہگار ہوتا ہے لینے پر نہ کہ دینے پر، وہ جو رشوت کی تقسیم میں مصروف ہے کتاب القضاء میں۔(م) |

اورکسی عاصی کی معصیت کے سبب فرض ترک نہیں کیا جا سکتا۔اسی فتح القدیر کی اسی کتاب اسی باب اسی صفحہ اسی فقرہ مذکورہ کا پارہ ہے۔

| | |
|---|---|
| وکون المعصية منهم لا یترك الفرض لمعصية عاص۔ | اس میں معصیت کا ہونا نہ کہ عاصی کے گنہ کے سبب فرض چھوڑا جائے گا۔(م) |

مضمون نگار صاحب کذب و افتراء میں طاق تھے ہی درخیانت ہم کمالے دارند۔ فتح القدیر کی جو عبارت انھوں نے نقل کی ہے اس میں بہت قطع برید فرمائی اور بالکل کایا پلٹ کردی ہے اور مطلب بالکل خبط فتح القدیر کی کامل عبارت یہ ہے:

(قوله فلابد من امن الطريق) اى وقت خروج اهل بلده وان كان مخيفا فى غيره وهو ان يكون الغالب فيه السلامة وما افتى به ابو بكر الرازى من سقوط الحج عن اهل بغداد وقوله ابوبكر الاسكاف لا اقوله الحج فريضة فى زماننا قاله فى سنة ست وعشرين وثلثمائة وقوله الثلجى ليس على اهل خراسان حج منذ كذا وسنة كان وقت غلبة النهب والخوف فى الطريق و كذا اسقطه بعضهم من حين خرجت القرامطه وهم طائفة

یعنی صاحب ہدایہ کے اس قول سے کہ راہ میں امن ضروری ہے ان کی یہ مراد ہے کہ وقتِ خروج اہل بلد راہ پُر امن ہو اگرچہ کسی دوسرے زمانے میں خوفناک ہو اور وہ طریق کا امن ہوتا یہ ہے کہ اس میں سلامتی غالب ہو خوف مغلوب اور وہ جو سلطان ابوبکر رازی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اہل بغداد سے سقوط حج کا فتویٰ دیا اور (امام) ابوبکر اسکاف (قدس سرہ) کا فرمانا کہ میں آج کل حج کو فرض نہیں کہتا یہ انھوں نے ۳۲۶ھ میں فرمایا تھا یا ثلجی (رحمہ اللہ علیہ) کا یہ ارشاد کہ اہل خراسان پر اتنے سال سے حج نہیں (یہ سب) وقت غلبہ نہیں (لوٹ کھسوٹ) اور

من الخوارج كانوا يستحلون قتل المسلمين واخذ اموالهم و كانوا يغلبون على اماكن ويترصدون للحاج وقد هجموا فى بعض السنين على الحجيج فى نفس مكة فقتلوا خلقا كثيرا فى نفس الحرم واخذوا اموالهم ودخل كبير هم بفرسه فى المسجد الحرام و وقعت امور شنيعة ولله الحمد على ان عافى منهم وقد سئل الكرخى عمن لايحج خوفا منهم فقال ماسلمت البادية من الأفات اى لايخلوا عنها كقلة الماء و شدة الحرو هيجان السهوم وهذا ايجاب منه رحمه الله تعالىٰ و محمله انه رائ ان الغالب اندفاع شرهم

وقت خوف فی الطریق تھا اور ایسی ہی بعض فقہاء نے حج کو جب سے قرامطہ ظاہر ہوئے ساقط فرمایا۔ یہ خارجیوں کا ایک گروہ تھا جو مسلمانوں کا قتل اور ان کے اموال چھین لینا حلال جانتا تھا، وہ اماکن مقدسہ پر قابض بن گیا تھا اور حاجیوں کی تاک میں رہتا تھا اور بے شک یہ ناپاک گروہ بعضے سنین (۳۱۷ھ) میں حاجیوں پر خود مکہ معظّمہ میں ٹوٹ پڑا اور حرم محترم میں خلق کثیر کو قتل کیا، ان کے اموال لوٹ لئے اور ان کا بڑا اپنے گھوڑے پر چڑھا مسجد حرام میں داخل ہوا اور بہت امورِ شنیعہ واقع ہوئے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے اس پر کہ ان سے نجات دی اور امام کرخی سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو قرامطہ کے ........خوف سے

عن الحجاج ورائی الصغار عد
مه فقاله لااری الحج فرضا
منذ عشرین سنة من حین
خرجت القرامطة وما ذکر
سبباً لذلك وهوانه لایتوصل
الی الحج الا بارشائهم فتلون
الطاعة سبب المعصیة فیه
نظر بل انما کان من شأنهم
ماذکرته ثم الاثم فی مثله علی
الاخذ لا المعطی علی ما عرف
من تقسیم الرشوة فی کتاب
القضاء و کون المعصیة منهم
لایترك الفرض لمعصیة عاص
والذی یظهران یعتبر مع غلبة
السلامة عدم غلبة الخوف
حتی اذا غلب الخوف علی
القلوب من المحاربین لوقوع
النهب والغلبة من هم

حج نہ کرے اس پر امام مذکور نے فرمایا
کہ کوئی بادیہ آفات سے سالم نہیں ہوتا
یعنی آفات سے خالی نہیں ہوتا۔ جیسے
پانی کی کمی گرمی کی شدت اور ہیجان
سموم ان کا یہ فرمانا واجب کرنا ہے
(یعنی ان کے نزدیک اس صورت میں
ایک سبب یہی ذکر فرمایا وہ یہ کہ حج تک
بے قرامطہ کو رشوت دیئے پہنچ ہی نہیں
سکتا۔ تو طاعت سبب معصیت
ہوجائے گی (امام ابن الہمام صاحب
فتح القدیر فرماتے ہیں) اس میں
نظر ہے۔ بلکہ قرامطہ کے مظالم تو ویسے
ہی تھے جو میں نے ذکر کئے (یعنی یہ
نہیں کہ رشوت لے کر حج کے لئے کسی
کو جانے دیتے تھے بلکہ وہ قتل وغارت
لوٹ مار وغیرہ مظالم شنیعہ کرتے تھے تو
یہ کہنا کہ حج تک وصول بے انھیں
رشوت دیئے نہیں ہوسکتا اور رشوت دینا

مراراوسمعوا ان الطائفة تعرضت للطريق ولها شوكة والناس يستضعفون انفسهم عنهم لايجب۔

جائز نہیں۔ تو رشوت دے کر جانا طاعت کوسبب معصیت بنانا ہے یہ صحیح نہیں یہ تو جب صحیح ہو جب کہ یہ ثابت کہ قرامطہ رشوت لے کر جانے دیتے تھے اور اور اگر ایسا ہو بھی تو) تو پھر (یہ کہ) اس صورت اور اس جیسی تمام صورتوں میں گناہ آخذ پر ہے معطی پر نہیں جیسا کہ کتاب القضاء میں بیان تقسیم رشور سے معلوم ہولیا اور ان سے اس معصیت کے ہونے سے فرض نہیں ترک کیا جائے گا (فرض) معصیت عاصی کے سبب نہین چھوڑا جاتا اور ظاہر یہ ہے کہ اعتبار غلبہ سلامت کے ساتھ عدم غلبہ خوف کا ہے ۔ یہاں تک کہ جب قلوب پر محاربین سے ان کے بار بار غلبہ پانے اور لوٹ مار کرنے سے خوف غالب ہو یا لوگ یہ سنیں کہ راہ میں کوئی شوکت والا گروہ ہے اور یہ سننے

والے اپنے آپ کو اس سے کمزور

جانیں اس صورت میں واجب نہ ہوگا۔

مسلمان دیکھیں کہ اصل عبارت وہ اور اس کا مطلب یہ تھا مضمون نگار صاحب نے کتر بیونت کر کے آدھی تہائی نقل کی اور اسے بھی لَوٹ پَوٹ کر مطلب بالکل خبط کرنا چاہا اور اپنی سمجھ پر کیا سے کیا بنالیا۔ مضمون نگار صاحب نے فتح القدیر کی عبارتِ مذکورہ کاٹ چھانٹ کر یوں بنائی: والذی یظهرانه یعتبر مع غلبة السلامة عدم غلبة الخوف حتی لو غلب لوقوع النهب والغلبة من المحاربين مراراوسمعوا ان طائفة تعرضت للطريق ولها شوكة والناس يستضعفون انفسهم عنهم لا يجب مافتى به الرازى من سقوطة من اهل بغداد وقول الاسكاف فى سنة ست و ثلثين و ثلثمائة لااقول انه فرض فى زماننا وقول الثلجى ليس على اهل خراسان منذ كذا و كذا سنة حج انما وقعت غلبة النهب والخوف فى الطريق قال الصفار لاارى الحج فرضا منذ عشرين سنة من حيث خرجت القرامطة لا انه لا يتوصل اليه الابارشائهم فتكون الطاعة سبب المعصية قال الكمال بتقديره اى الارشاء فالاثم على الاخذ على ماعرف من تقسيم الرشوة فى كتاب القضاء۔ مضمون نگار صاحب یہ سمجھے کہ اتنی خیانتیں کر کے اب یہ عبارت ان کے مقصود کی مؤید ہوگئی۔ مگر خدا کا دھرا سر پر اُنھیں نصیبوں سے کیا خبر عبارت اتنی کاٹ چھانٹ لَوٹ پَوٹ پر بھی ان

کے مقصود کے خلاف ہی ہے اور ان کی کج فہمی نا سمجھی کا پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے۔

اس کا بیان ہم آگے کریں گے پہلے مضمون نگار کی چوریاں بتا دیں سینہ زوریاں دکھا دیں۔

**پہلی خیانت:** لفظ مـا افتی به الرازی سے پہلے یہ عبارت تھی: (قوله لا بـد مـن امـن الطريق) ای وقت خروج اهل بلده وان كـان مخيفاً فـی غيـره وهـو ان يكون الغالب فيه السلامة۔ اس کے بعد تھا ومافتی الخ یہ عبارت اس لئے اڑا دی کہ مضمون نگار صاحب کی اس میں موت ہے وہ ان پر رد واضح ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

**دوسری خیانت:** خـرجـت الـقـرامطة کے بعد قرامطہ خبثاء کا چند سطروں میں ذکر تھا کہ: وهـم طـائفة من الخوارج (الی قوله) ولله الحمد علی ان عافی منهم یہ ساری عبارت کتر لی اسے جس لئے اڑا دیا ظاہر ہے۔

**تیسری خیانت:** اس فقرہ مذکورہ کے بعد تھا: وكـذا اسقطه بعضهم مـن حيـن خرجت القرامطه۔ یہ بھی صاف اڑا لیا کہ لفظ بعض لوگوں کی نظر میں آ جائے تو ساری کی کرائی محنت ہی برباد جائے۔

**چوتھی خیانت:** كـان وقت غلبة النهب والخوف فی الطريق کہ کلام امام ابن الہمام تھا اسے: انما وقعت غلبة الخ بنا کر قول ثلجی مین داخل کر لیا۔ یہ فقرہ یوں نہ بنایا جاتا تو ان کی حقیقت نہ کھول دیتا اور خیانتوں کا سارا راز طشت از بام نہ کر دیتا لہذا اسے یوں بنالیا۔

پانچویں خیانت: یہ عبارت جس مین قرامطہ کا ذکر تھا اس کے بعد فرمایا تھا: وقد سئل الکرخی عمن لا یحج خوفا منهم فقال ماسلمت البادیة من الأفات ای لا تخلوا عنها کقلة الماء وشدة الحر وهیجان السموم وهذا ایجاب منه رحمه الله و محمله انه رائی ان الغالب اندفاع شرهم عن الحاج۔ یہ پوری عبارت صاف اڑا دی کہ ارشاد حضرت امام کرخی مضمون نگار پر سخت قہر افگن تھا اور ان کی ساری چنائی کا بیخکن۔

چھٹی خیانت: قول امام صفار تو نقل کیا کہ اسے نادانی سے موافق مقصود سمجھا مگر کلام ابن الہمام: و ماذکر سببا لذلك وهو انه لا یتوصل الیه الا بارشائهم فتکون الطاعة سبب المعصیة فیه نظر بل انما کان من شانهم ماذکرته۔ کھالیا یہ نقل کرتے تو کیا اپنی ساری چنائی اپنے ہاتھوں ڈھاتے۔

ساتویں خیانت: ماذکرته کے بعد تھا: ثم الا ثم علی الاخذ لا المعطی ۔یہاں سے لا المعطی اتنا ہضم فرمالیا کہ مقصود کے خلاف اور ان کا ردواضح تھا۔

آٹھویں خیانت: علی ماعرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء کے بعد تھا: و کون المعصیة منهم لا یترك فرض لمعصیة عاص۔ یہ سارے بے تکان نکل گئے کہ اگر یہ کھلتا تو ان کا بھانڈا ہی پھوڑ دیتا۔ یہ آٹھ خیانتیں تو ان کی آپ نے ملاحظہ فرمائیں اب تحریفیں دیکھئے۔

تحریف (۱) کان وقت غلبة الخ کہ کلام حضرت امام ابن الہمام اور ماافتی به ابوبکر الرازی کی خبر واقع تھا اسے: انما وقعت غلبه الخ۔ بنایا اور قول ثلجی

میں داخل کیا کہ چوری نہ کھلے خیانت کا پتہ نہ چل سکے۔

**تحریف:** (۲) ورائی الصفار وعدمه فقال لااری الحج فرضا کا: قال الصفار لااری الحج فرضا بنایا رائی الصفار و عدمه۔ف اتنا اڑا دیا کہ عدمه ان کی جعلی کارروائی معدوم کر دیتا اس فقرے کو نقل کرتے تو سارا کھیل بگڑ جاتا۔ یہ ان کی **نویں خیانت** ہوئی۔

**تحریف** (۳) وھو انه لایتوصل الیه الخکا: لانه۔ بھی اس لئے بنایا کہ ھو ان کے جعل وزور کو ہوا پر اڑا دیتا۔ لہذا اسے ہوا بتائی مگر اس کا شعور نہ ہوا کہ خود ان کے دل ہوا ہیں وافئدتھم ھواء۔

**تحریف** (۴) ثم الاثمکا: فالا ثم۔ بنالیا۔ آپ نے ان مضمون نگار صاحب کے دیدے کی صفائی ملاحظہ فرمائی۔ خدا خیر کرے آج ناجوازیِ حج کی علما پر افتراء و بہتان ان کے کلام میں خیانت و تحریف سے ٹھہرائی کل اگر نماز کی طرف ان حضرات نے اپنی توجہ مبذول فرمائی تو فقہا تو فقہا" وانتم سکاریٰ اڑا کر لاتقربو الصلوٰۃ" سے حرمت نماز پر سند لائیں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ افتراء اگرچہ چند افتراؤں پر مشتمل ہے۔ مگر ہم اسے ایک ہی رکھیں تو یہ دسواں افتراء ہوا اور کیسا شدید و عظیم ہوا۔ تحریفیں بھی کیں خیانتیں بھی کیں مطلب خبط کرنے کو اوپر کی عبارت نیچے، نیچے کی اوپر بھی کی یہ سب کچھ ہوا مگر للہ الحمد وہ ستم زدہ عبارت وہی فرماتی رہی جو اس ستم سے پہلے فرما رہی تھی۔ یہ اپنی نادانی کج فہمی سے اسے اپنے حسب منشا بن جانا سمجھے اور اسے نقل کر لائے اور نہ جانا کہ اس میں اب بھی ان کے

لئے زہر ہلاہل سم قاتل ملا ہوا ہے۔ مسلمانو۔ علما نے تو یہ فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ اعتبار غلبہ اور لوٹ مار سے قلوب پر خوف غالب ہو گیا ہو یا یہ سن کر کہ راہ میں ایک بہت عظیم گروہ پڑا ہوا ہے لوگ اپنے آپ کو اس سے کمزور دیکھتے ہوں تو واجب نہیں۔ یونہی فتویٰ امام رازی وقول اسکاف وقول ثلجی وغیرہ ان کی وجہ بھی وہی کہ غلبہ نہب وخوف فی الطریق ہے اور ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شریف سے اس وقت یا پہلے کبھی بار بار نہیں ایک دفع بھی لوٹ مار کا یا قتل کا خوف ہوا ہو۔ اور اگر پہلے ایسا ہوا بھی ہوتا تو جب کہ اب نہیں اب کیوں فرضیت ووجوب ساقط علما نے سقوط وقت غلبۂ خوف فرمایا تھا یا یہ فرمایا تھا کہ کبھی ایسا ہوا ہو کہ خوف غالب ہو گیا ہو تو اگر چہ پھر خوف زائل ہو جائے وجوب وفرضیت ساقط ہی رہیں گے۔

یونہی درمختار وشامی کی عبارتوں سے کون سا لفظ ان کے مقصود کے موافق ہے بلکہ مخالف مقصود ہے مگر الٹی سمجھ کا کیا علاج یہ ان کا گیارھواں افتراء ہوا۔ آج کل کے مہذبین کے فتاویٰ بے تہذیبی کے خیال سے اگر چہ آپ مضمون نگار کو خائن مفتری کذاب دروغ باف سارق بے شرم بے غیرت بے حیا نہ کہیں۔ مگر آپ کا دل بھی نہ کہے گا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل مضمون نگار صاحب کو اتباعِ حق کی توفیق عطا فرمائے اور غیرت وحیا دے۔ آمین۔

مصائب حجاج آج نئے ہیں۔ کیا مضمون نگار نے عہدِ شریف سے پہلے ترکوں کے عہد میں حجاج کے مصائب کی داستان نہ سنی، اس وقت ان مصائب سے حج ناجائز کیوں نہ ہوا۔ جب کہ جب نہ ہوا وجہ فرق بتاؤ۔ شریف کو حامی نصاریٰ کہنا۔ ہم

بیان کر چکے ہیں کہ بدگمانی سے ناشی ہے اور بدگمانی ناجائز وحرام ہے۔ مضمون نگار کا یہ بارہواں افتراء ہوا۔ تحریرات کی پابندی پر اگر وہ مجبور ہیں کیا اعتراض ہے۔ کیا خود تُرک نصاریٰ کے پابند نہ رہے۔ پھر وہی کہا جاتا ہے کہ بالفرض اگر یہ سب باتیں معاذ اللہ شریف سے بہ ثبوت صحیح شرعی ثابت بھی ہوں جب بھی اس سے حج پر کیا اثر کہ امن میں فرق نہ ہوا اور یہ بھی فرض کرلو کہ جب امن میں خلل ہوا تھا تو اب یقیناً امن موجود ہے اور بروجہ کامل موجود ہے والماضی لایذکر۔ ذرا سی عقل والا ادنیٰ تامل سے بلکہ بے تامل اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حضرت شریف زید مجدہ ودامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ۔ اب جب کہ خود برسر حکومت آزاد ہیں اور بہت سے لوگوں نے انھیں خلیفہ بھی مان لیا ہے۔ ایسے وقت وہ امن عام بلکہ حجاج کے آسائش وآرام کے خیال میں کمی کریں گے قطعاً یقیناً پہلے سے بہت زیادہ اس کا لحاظ رکھیں گے نہ کہ الٹا انھیں لوٹیں قتل وغارت کریں والعیاذ باللہ تعالیٰ بعض حاجیوں کا بعض صاحبوں کے نام کچھ دن ہوئے جو خط آیا ہمیں دستیاب ہوا ہے مناسب ہوگا کہ ہم اس خط سے نقل کریں۔

## نقل خط:

جس وقت یہ جہاز جدہ پہنچا ہے دن کے بارہ بجے ہوں گے۔ شریف کی طرف سے بڑے بڑے لوگ یہاں موجود تھے۔ ایک خط شریف کا حاجیوں کے نام سنایا گیا۔ اس میں حاجیوں کی تکلیف اور نقصان پر اظہار افسوس اور اپنی طرف سے دعوت کا اعلان اور جدہ سے مکہ تک کرایہ سواری معاف اور قرنطینہ

معاف۔ شریف مکہ کی طرف سے جب جدہ کے حاکم جہاز پر گئے
تو لوگوں نے جہاز والوں کی شکایت کی اگر صبح کو یہ جہاز جو آٹھ
بجے آ گیا تھا نہ واپس کرتے تو ہمارا مال بچ جاتا اور ان چینا لوگوں
نے ہمارا مال چرایا ہے۔ فوراً حکم دیا گیا کہ جہاز کی تلاشی ہو۔
چنانچہ نہایت بڑھیا بڑھیا ریشم کے تھان اور ٹرنک بہت سامان
جہاز سے برآمد ہوا اس وقت خیال ہوا کہ اس جہاز میں ہم لوگ
شہسدان سے بیٹھے ہیں وہ جہاز جس میں فرنگستان سے بیٹھے تھے
سب سامان اس میں ہو گا سنا گیا ہے کہ اس کی تلاشی کے لئے بھی
تار دے دیا ہے خلاصی وغیرہ سب حراست میں لے گئے۔ ہم
لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر جدہ آئے۔ جدہ والے ہم لوگوں کی
مصیبت پر اظہار افسوس کرتے اور جان کی سلامتی پر مبارک باد
دیتے ہیں۔ اتوار کو ہمارا قافلہ مکہ معظّمہ روانہ ہو گیا۔ منگل کی صبح کو
خیریت سے خداوند عالم کے گھر پہنچ گئے۔ تمام تکلیف اور نقصان
اسے ایک نظر دیکھنے سے پاسنگ بھی نہ تھا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عہد شریف قرامطہ کے عہد خبیث کی طرح نہیں۔
قرامطہ کفرہ ملحدین مفسدین فی الدین فرقہ خارجیہ سے تھے۔ وہ اموال حجاج و مسلمین
بلکہ ان کے دماء کو شیر مادر جانتے اور سب کی تکفیر کرتے تھے۔ ان کا ادعا تھا کہ نبی ﷺ
کے بعد امام حق امام محمد بن حنیفہ بن مولا علی کرم اللہ وجہ ہیں اپنی نسبت زبردستی ان کی

جانب بتاتے اوران کی طرف بے اصل اقوالِ باطلہ منسوب کرتے تھے۔ ناپاک فرقہ عہد مکتفی باللہ مین ظاہر ہوااوران کا امام اول یحییٰ بن مہرویہ جب بغاوت وفساد کا علم لے کراٹھااس میں اور خلیفہ میں بازارحرب گرم رہا یہاں تک کہ یحییٰ قتل اور جہنم واصل ہوااس کی جگہ اس کا بھائی حسین نامی ہوا پھراس کا چچازاد بھائی عیسی بن مہرویہ اس نے اپنالقب " مدثر " اس زعم باطل پر رکھا کہ وہی سورہ مدثر سے مراد ہے۔اس نے اپنے ایک غلام کالقب " نون " رکھااوراپنے لئے منبروں پر دعائیں کرتارہااوراس نے شام میں فساد برپا کئے۔ مکتفی باللہ نے ان پر جہاد کیااور یہ تینوں قتل ہوئے اوران کے سراتارکرشہروں شہروں عبرت وبشارتِ مسلمین کے لئے پھرائے گئے۔ان کے بعدان کے اخلاف رہےان سے بہت سے مفاسدظاہرہوئےجس کابیان آگےآتاہے۔

امام العالم العلامۃ قطب الدین الحنفی نے اپنی کتاب " اعلام باعلام بلد الله الحرام " میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| و من اعظم الحوادث فی ایامه ظهور القرامطة الملحدين الكفرة المفسدين اعداء الدين فاول من خرج منهم يحيىٰ بن مهروية القرامطى ومحل خروجهم ودارملكهم هجر،هم اباحية يستحلون دماء الحجاج | اس کے زمانہ کے بارے عظیم حادثہ قرامطہ ملحدین، کافرین، مفسدین ، دشمنان دین کاظہور ہے، ان میں سب سے پہلے یحیٰ ابن مہرویہ قرامطی نے خروج کیا، ان کا جائے خروج و دار سلطنت ہجر ہے، وہ فرقہ اباحیہ سے تھے،حاجیوں اور مسلمانوں کے خون |

والمسلمين يدعون ان الامام
الحق بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد ابن
الحنيفة بن على بن ابى طالب
رضى الله عنه و ينتسبون اليه
بالباطل ويسندون اليه اقاويل
باطلة لا اصل لها ويكفرون من
عداهم و هم الكفرة قاتل هم
الله تعالىٰ (ولما ظهر بالجروج
يحيىٰ المذكور) جهز اليه
المكتفى بالله جيوشا و استمر
القتال بينه وبين عسكر
الخليقة الى ان قتل وسيق الى
جهنم و بئس المصير ۔ فقام
بعده اخوه الحسين و اظهر
شانه بوجه الا سود زعم انها
اٰيته وظهر ابن عمه عيسى بن
مهرويه و تلقب بالمدثر وزعم
انه المراد بالسورة الشريفة

کوحلال جانتے، اوردعویٰ کرتے کہ
حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعدامام برحق
محمدابن حنفیہ ابن علی ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، زبردستی انکی
طرف نسبت کرتے، بے اصل
باطل اقوال انکی طرف منسوب
کرتے، اپنے غیروں کی تکفیر
کرتے، وہ کافرہیں اللہ انھیں
غارت کرے، جب خروج میں یحیٰ
مذکورظاہرہواتوخلیفہ مکتفی باللہ نے اپنا
لشکر بھیجا، خلیفہ اور اسکے لشکر کے
درمیان جنگ کابازارگرم ہوا، یحیٰ قتل
ہوکرجہنم رسید ہوا، اس کے بعداس کا
بھائی حسین اسکے قائم مقام ہوا اور
اپنے سیاہ چہرے کے ساتھ اپنی
شان ظاہرکرتے ہوئے اپنے آپکو
اللہ کی نشانی بتایا، اس کے بعد اسکا
چچازادبھائی عیسیٰ ابن مہرویہ ظاہرہوا،

القرآنية و لقب غلاما مظلما بالمطور بالنون وسمی امیرالمومنین و زعم انه المهدی و دعا لنفسه علی المنابر و افسد بالشام وعتا فیها فحوربوا، وقتل الثلاثة و خرت رؤسهم وطیف بها فی البلاد فی سنة احدی و تسعین و خلف من بعد هم خلف ظهر منهم مفاسد سیأتی ذکرها استطراداو، وتعب المسلمون کثیر امرهم الی الله ان اخذهم الله تعالیٰ۔

اپنا لقب مدثر رکھا، اور گمان کیا کہ سورہ مدثر شریف سے وہی مراد ہے، ایک کالے کلوٹے غلام کا نام نون اور اپنا نام امیر المؤمنین رکھا اور اپنے آپ کو مہدی گمان کیا، اپنے لئے ممبروں پر دعائیں کرتا اس نے شام میں سرکشی اور فساد برپا کیا، ان سے جنگ ہوئی اور تینوں کو قتل کرایا گیا اور ان کے سر اتار کر ۹۱ھ میں شہروں میں انھیں گھمایا گیا، انکے ان کے ناخلف رہے جن سے بہت سی برائیاں ظاہر ہوئیں (جنکا ذکر لزوماً آگے آئیگا) جن سے مسلمان بہت پریشان ہوئے انکا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ یہانتک کی اللہ ان کی پکڑ فرمائے۔

اسی اعلام میں ہے کہ خلافت میں پہلا ضعف وہ ہے جو ایام مقتدر باللہ میں طائفہ ملحدہ قرامطہ ظاہر ہوا اس کے معتقدات ایسے فاسد تھے جو کفر تک پہنچانے والے تھے وہ فرقہ ملعونہ مسلمانوں کے خون مباح جانتا اور اپنی نسبت محمد بن حنیفہ سے بتاتا اور تمام مسلمین کو گمراہ جانتا تھا ان سب میں پہلا نجس خبیث جو ظاہر ہوا ابو طاہر قرامطی تھا

اس نے مقام ہجر میں ایک مکان بنایا جس کا نام دار الہجرہ رکھا اس نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ حج کعبہ سے نقل کر کے وہاں لے جائے۔ اللہ نے اس پر لعنت فرمائی اور اسے سخت رسوا فرمایا اور اس کا فساد مسلمانوں میں یہاں تک زیادہ ہوا اور مسلمانوں کا خون اتنا بہایا کہ ان کا حال سخت پریشان ہوگیا اور ان کی شوکت بڑھ گئی۔ اواخر ۳۱۷ھ مکہ معظّمہ یوم الترویہ میں جب کہ حجاج کو اس ابوطاہر خبیث کے فتنہ سے محض لاعلم تھے۔ اچانک ابوطاہر قرامطی نے ایک لشکر جرار سے انھیں آگھیرا اور یہ خبثاء اپنے ہتھیاروں اور سواریوں کے ساتھ حرم میں گھس گئے اور ان طائفین و مصلین و محرمین کو قتل کیا مسجد حرام اور مکہ معظّمہ اور اس کی گھاٹیوں میں تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ یہ ایسی مصیبت تھی کہ اس جیسی مصیبت اسلام پر کبھی نہ آئی۔ یہ خبیث بحالت نشہ اپنی ننگی تلوار لے کر دوڑ پڑا پھر اپنے گھوڑے کو بیت شریف کعبہ معظّمہ کے پاس لے جا کر سیٹی دی اس نے وہاں پیشاب کیا اور لید کی۔ حاجی بیت حرام کے گرد طواف میں مشغول تھے اور تلواریں انھیں کاٹ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ مطاف شریف میں ۱۷۰۰ طائف محرم قتل ہوئے۔ چاہ زمزم اور مکہ کے جس قدر کوئیں اور گڑھے تھے سب اس خبیث نے شہدا سے پاٹ دئے اس ناپاک نے کعبہ معظّمہ کا دروازہ اکھیڑ ڈالا اور یہ کہتا جاتا ۔[۱]

انابالله و بالله انا　　　　یخلق الخلق و یفنیهم انا

حاجیوں سے پکار پکار کر کہتا اے گدھو تم تو کہتے تھے کہ:

وَمَنْ دَخَلَه کَانَ آمِنا ۔[۲]　　　　جو حرم آجائے وہ امن والا ہے۔

---

[۱] پ۲۶ سورہ فتح، آیت ۲۔ [۲] پ۳ سورہ آل عمران، آیت ۹۷۔

اب دیکھو کہ تمھاری امن کہاں ہے اور ہم نے یہ کچھ کیا۔اس پر ایک صاحب نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اپنی جان پر کھیل کر کہا جو تو سمجھا ہے اور جن معنی کا انکار کر رہا ہے آیت شریف کے وہ معنی نہیں بلکہ اس کے تو معنی یہی ہیں کہ جو حرم میں داخل ہو جائے اسے امان دو۔ یہ سن کر اس خبیث نے اپنے گھوڑے کی لگام پھیری اور ان صاحب سے کچھ نہ کہا۔ اللہ عزوجل نے ان کے اس عمل یعنی اللہ کی راہ میں سر ہتھیلی پر رکھ لینے اور اپنی جان سے دریغ نہ کرنے اور اس کافر (جسے اللہ نے رسوا کیا) کے رد کی برکت سے ان کی صیانت وحفاظت فرمائی نجس ابو طاہر نے میزاب جو سونے کا پرنالہ ہے اس کے نکال لینے کا ارادہ کیا۔ایک قرامطی اسے اکھیڑ نے آیا۔جبل ابو قبیس سے ایک تیر آیا جس نے اس کے ٹیٹوے کو چھید ڈالا اور وہ قرمطی مردہ گرا ابو طاہر نے دوسرے کو اس کی جگہ اس شنیع حرکت پر مامور کیا تو وہ سر کے بل چھت سے نیچے آرہا۔ یہ دیکھ کر پھر تیسرے کو قلع میزاب کی ہمت نہ ہوئی اس پر ہیبت چھا گئی یوں ابو طاہر نے میزاب کو رہنے دیا اور کہہ دیا اسے اس وقت تک چھوڑ دو جب تک مہدی آئے۔(اس طائفہ کے زعم باطل میں یہ تھا کہ مہدی انھیں میں سے پیدا ہوگا) مکہ معظّمہ کے یہ حضرات کرام کبرائے فخام شہید ہوئے۔امیر مکہ ابن محارب اور حافظ ابوالفضل محمد بن الحسن ابن احمد الجارودی الہروی۔ یہ صاحب ایسے وقت شہید ہوئے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقۂ باب کعبہ تھامے ہوئے تھے۔ آپ کا سر مبارک بیت اللہ کے دروازے کی چوکھٹ پر گرا۔

اور ان کے بھائی فقہائے حنفیہ کے امام ابو سعید احمد بن الحسین البرذعی اور

حضرت شیخ ابی بکر بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ رہاوی اور شیخ الصوفیا حضرت علی بن بابو یہ صوفی اور حضرت شیخ محمد بن خالد زید بروعی اور بہت کثیر علما وصوفیہ وصلحا وحجاج خراسان وملک مغرب کی جماعت شہید کی گئی۔ ان کے اموال چھینے گئے اور ان کے اہل وعیال قید کئے گئے۔ لوگوں کے گھر لوٹے گئے اور مکہ معظمہ کے سکان قتل کئے گئے مگر وہ جو پہاڑوں میں چھپ رہے مکہ معظمہ کے مفرورین میں سے قاضی مکہ یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن ہارون قریشی ہیں یہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ وادئ رہجان کی طرف نکل گئے تھے۔ قرامطہ خبثاء نے ان کا گھر لوٹ لیا۔ تمام اثاث البیت اور اور اموال جو اس ایک گھر سے قرامطہ کے ہاتھ لگے ڈیڑھ لاکھ دینا کے تھے یہ قاضی مکہ اور جو باقی رہ گئے سب فقرا ہو گئے اس برس کسی نے حج نہ کیا، نہ کوئی عرفہ میں ٹھہرا مگر وہ بہت تھوڑے لوگ جو اپنی جانوں پر کھیل گئے اور جنھوں نے اپنی ارواح کی کوئی پرواہ نہ کی، بے امام عرفہ میں ٹھہرے اور موت کے لئے تیار ہو کر اپنا حج پورا کیا۔ ابو طاہر خبیث نے جتنا سونا چاندی خزانہ کعبہ میں تھا سب لوٹ لیا اور غلافِ کعبہ بھی اتار لیا۔ اس نے چاہا کہ مقام سیدنا ابرہیم صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ سے وہ پتھر جس پر حضرت کا نشان قدم ہے لے جائے مگر اس پر قادر نہ ہوا کہ خدام کعبہ نے اسے چھپا دیا تھا اور مکہ معظمہ کی گھاٹیوں میں غائب کر دیا تھا۔ اس کے نہ ملنے کا اسے بہت صدمہ ہوا۔ پھر اس نے جعفر بن ابی علاج النبیاء کو بلایا اور حجر اسود کو اس کی جگہ سے اکھیڑ دینے کا حکم دیا۔ جعفر نے بعد عصر بتاریخ ۱۴؍ ذی الحجہ ۳۱۷ھ بروز دوشنبہ حجر اسود اکھیڑ لیا یہ ابو طاہر خبیث۔ اللہ نے جسے قتل کیا جس پر لعنت فرمائی، جسے رسوا کیا، اپنے زندقہ کے سبب یوں کہنے لگا۔

فلو كان هذا البيت الله ربنا　لصب علينا النار من فوقنا صبا

لانا حججنا حجة جاهلية　محللة لم بتق شرقا و لا غربا

وانا تركنا بين زمزم والصفا　جنائز لاتبغي سوى ربنا ربا

اس کافر نے قبۂ زمزم پر کعبہ معظّمہ کا دروازہ اکھیڑ لیا۔ گیارہ۱۱ دن مکہ معظّمہ میں رہا، یا چھ دن پھر اپنے شہر ''ہجر'' کو پلٹ گیا اپنے ساتھ حجر اسود کو لیتا گیا اس ارادہ پر کہ وہ حج کعبہ سے اپنی مسجد ضرار کی طرف منتقل کر لیگا۔ اس مسجد ضرار کا نام اس نے دارالہجرہ رکھا تھا۔ حجر اسود کو اس نے اس مسجد کے ساتویں ستون جو صحن جامع مسجد کی جانب غرب سے متصل تھا۔ اس پر معلق کر دیا۔ بیس۲۰ سال سے زیادہ حجر اسود اس غرض سے کہ لوگ اس کے سبب اس کی طرف کھینچ آئیں گے اور اس امید پر کہ حج اس کے شہر کی طرف منتقل ہو جائے گا اس کے پاس رہا مگر اللہ اور اسلام اور شریعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے انکاری ہے۔ یہ مصیبت تمام مصائبِ اسلام سے اعظم اور یہ ضعف جوان فجرۂ لئام نے اسلام کو پہنچایا سب سے زیادہ قوی تھا۔ جس کے سبب بندگانِ خدا کے جگر پگھل گئے۔ یہ فتنہ اتنا عام ہوا کہ شہری و دیہاتی کوئی اس سے نہ بچا یہاں تک کہ اللہ نے اس طائفہ فاجرہ کو برباد کیا اور اللہ عزوجل کے ید قاہرہ نے اسے پورے طور پر پارہ پارہ فرما دیا۔ منحوس ابوطاہر آکلہ میں مبتلہ ہوا اور اس کا گوشت کیڑوں کیساتھ جھڑتا تھا۔ نہایت سخت اور بہت بری موت مرا۔ دنیا ہی میں وہ انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا ہوا۔ اور آخرت کا عذاب تو نہایت سخت اور باقی رہنے والا عذاب ہے۔ یہ تھی علامہ مذکور کی زبانی کافرہ قرامطہ فاجرہ کے مظالم کی کہانی اور شریف کی ظلم رانی سخت

کذابوں گمراہوں یا نا معتبر مجاہیل کی زبانی فشتان ما بینھا اول تو یہی فرق بہت عظیم فرق ہے۔ حکم معتبر پر ہوتا ہے نا قابل اعتبار پر حکم نہیں دے دیا جاتا۔ پھر یہ کہ اگر یہ مظالم شریف کی من گھڑت داستانیں ہم تھوڑی دیر کو صحیح بھی مانیں تو بھی ان دونوں میں عظیم فرق اور بون بعد ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ شریف نے حجاج نہ فقط حجاج تمام مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال کب مباح جانے۔ مسلمانوں کی تذلیل و تکفیر کس کے سامنے اور کہاں کی۔ شریف نے کب کہا کہ میں مدثر ہوں اور قرآنی سورۃ مدثر میری ہی شان میں ہے۔ شریف نے اپنے یا اپنی اولاد میں سے مہدی ہونے کا دعویٰ کب کیا۔ شریف کے کیا کیا معتقدات کفر تک مؤدی ہوئے۔ شریف نے اپنے کس مکان کو دارالہجرہ ٹھہرایا۔ شریف نے کعبہ سے حج اپنے اس دارالہجرہ کی طرف منتقل کرلیا یا کرنا چاہا۔ کتنے مسلمانوں کا اس لئے کہ وہ مسلمان تھے شریف نے خون بہایا۔ شریف کے زمانے میں ان کے خوف سے حج کب منقطع ہوا شریف نے یوم الترویہ یا کسی دن حاجیوں کو کب گھیرا۔ مارا، لوٹا۔ اور مکہ معظّمہ کی گلی گلی میں کب خون بہایا۔ خود مطاف وغیرہ میں کتنے حاجیوں کو شہید کیا۔ شریف کے آدمی حرم محترم میں اپنی سواریوں پر چڑھے ہوئے کب گھسے۔ شریف نے زم زم وغیرہ شہدا سے کب پاٹے۔ شریف نے باب کعبہ معظّمہ پر اپنے گھوڑے کو سیٹی دے کر پیشاب پاخانہ کب کرایا۔ شریف نے باب کعبہ کب ڈھایا۔ شریف نے یہ اس کی مثل شعر کب پڑھا۔

انا باللہ و باللہ انا

یخلق الخلق ویفنیھم انا

شریف نے کب کہا کہ فلوكان هذا البيت لله ربناالخ شریف نے کیا ان میں سے کسی سے کہا کہ گدھوتم کہتے تھے حرم میں جو داخل ہوا وہ امن والا ہے اب تمہاری امان کہاں گئی۔ کیا شریف نے میزاب کے اکھیڑ لینے کا کسی کو امر کیا۔ کیا اکھیڑنے والے کے جبل ابوقبیس سے تیر لگایا۔ وہ چھت سے اوندھے منہ آرہا۔ شریف نے کتنے حفاظ اور کتنے علماء وائمہ اور کتنے مشائخ وصوفیہ اور کتنے حجاج ومحرم شہید کئے۔ مکہ معظّمہ کے کتنے گھر لوٹے اور وہاں کے بسنے والے قتل کئے۔ شریف نے وہ پتھر جس میں قدم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش تھا کب لینا چاہا کہ شریف نے حجر اسود کب اکھیڑا اور اپنے دار الہجرہ میں کتنے دن لے جا کر رکھا وغیرہ ۔ ذلك الحمد لـلـــه آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ شریف کا عہدِ شریف ہرگز قرامطہ ملعونین کے عہدِ خبیث کی طرح نہیں جس میں امن کا نشان نہ تھا شریف کا عہد عہدِ امن ہے۔

**مسلمانو!** آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مضمون نگار صاحب نے وہ صریح کذب کے ”جس کے بعد وہ سب کچھ ہوا جو عہد قرامطہ میں ہوا تھا“ کتنا ڈبل کذب بے تکان بکا۔ جھوٹ ہو تو ایسا تو ہو۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ ایک جھوٹ کتنے جھوٹوں پر مشتمل ہے۔ مضمون نگار صاحب کا یہ تیرھواں کذب وافتراء ہوا جو درحقیقت اپنے متعدد کذبات افترائات کا مجموعہ ہے مگر ہم ان کی رعایت سے اسے ایک ہی رکھتے ہیں۔

مضمون نگار صاحب کے طرف دار شاید یہ خیال کریں کہ غیظ وغضب کی حالت میں عقل زائل ہو جاتی ہے نادانستہ ایسا لکھ دیا ہوگا مگر ہم انھیں اطمنان دلاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ فتح القدیر سے جہاں کی عبارت مضمون نگار صاحب نے کایا پلٹ کر

کے نقل کی ہے وہاں یہ عبارت بھی موجود تھی: وکذا اسقط بعضهم من حين خرجت القرامطة من الخوارج كانوا يستحلون قتل المسلمين واخذ اموالهم وكانوا يغلبون على اماكن ويترصدون للحجاج وقد حجموا في بعض السنين على الحجيج في نفس مكة فقتلوا خلقا كثيرا في نفس الحرم و اخذوا اموالهم ودخل كبيرهم نفسه في المسجد الحرام و دفعت امور شنيعةو لله الحمد على ان عافي منهم براہ چالاکی اپنا یہ کذبِ صریح چھپانے کو صاف کتر لی۔ معاندین حق کا کام بغیر افتراء وکذب وخیانت کب چلا ہے جوان صاحب کا یہ کام بے ان کے چلتا۔ اگر معاذ اللہ یہ عہدِ شریف قرامطہ کے عہد خبیث جیسا بھی ہوتا تو بعض علماء نے حج کو ناروا کب بتایا تھا جواب ناروا ہوتا۔ کیا واجب نہ ہونے، فرض نہ ہونے، ساقط نہ ہونے کے معنی ناروا، ناجائز ہونا ہیں۔ بعض علماء نے اگر فرمایا تو یہ فرمایا: لااری الحج فرضا۔ یا: لايجب۔ یا:افتى الرازى من سقوط الحج عن اهل بغداد۔ یا انھوں نے لایجوز فرمایا۔ فتح القدیر سے وہ عبارت اوپر گزری جو مضمون نگار نے اپنی منشاء کے مخالف ہونے کے سبب چھپالی تھی کہ: وقد سئل الكرخى عمن لا يحج خوفا منهم فقال ماسلمت البادية من الأفات اى لايخلو عنها لقلة الماء وشدة الحر وهيجان السموم وهذا ايجاب منه رحمه الله و محمله انه رأى الغالب اندفاع شرهم من الحاج۔ کیا امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ اسے جو شرعاً ناجائز ہے واجب بتائے۔ اعلام الاعلام میں ہے لم يقطع طوافه على

بابويه وجعل يقول ؎

| | |
|---|---|
| ترى المحبين صرعى فى ديارهم | تو محبوں کو ان کے دیار میں بے ہوش دیکھئے گا |
| كفتية الكهف لايد رون كم لبثو۔ | جیسے اصحاب کہف کہ انھیں خبر نہیں کہ وہ کہف میں کس قدر ٹھہرے۔ |

والسيوف تقفوه على ان سقط ميتا رحمه الله تعالىٰ۔ یہ حضرت شیخ علی بن بابویہ صوفی قدس سرہ اور حجاج جو حرم محترم میں شہید ہوئے۔ کیا ان کے حج ناروا ہوئے اس لئے کہ اچانک گھیر لئے گئے تھے مگر انھوں نے بھاگنے کی کوشش بھی تو نہ کی۔ بھاگتے تو ممکن تھا کہ سب شہید نہ ہوتے وہ اسی طرح پاؤں جمائے طواف وصلوٰۃ میں مشغول رہے اور تلواریں انھیں گاجر مولی کی طرح کاٹتی رہیں۔ مضمون نگار صاحب کے نزدیک امام کرخی حرام کو واجب ٹھہرانے والے اور یہ حجاج شہدا معاذ اللہ حرامکار خود اپنے ہاتھوں اپنی جانیں ہلاک کرنے والے ٹھہرے والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ اللہ حیا دے آمین۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ ہندوستان میں فرضیتِ جہاد کے فتوے دینے والے اور جو ان کے شریک کار نہ ہوں انھیں نامرد بتانے والے۔ اب شریف سے کیوں اتنے خائف ہیں۔ اپنے آپ کیوں نامرد ہوئے جاتے ہیں۔ شریف ان کے نزدیک معاذ اللہ کافر ہیں تو ان پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ لوگوں کو حج سے کیوں روکتے ہیں خود جائیں اور اوروں کو لے جائیں۔ شریف پر جہاد کریں، کرائیں اور شریف کے پنجہ ظلم سے کعبہ چھڑائیں۔ ان کے دستِ ستم سے مخلوق کو نجات دلائیں۔ یہ کیا جنبیت ہے۔ بنیں مرد اگر ہمت ہے۔

**بالجملہ:** حج جن پر فرض ہے انھیں یقیناً فوراً فوراً حج کو جانا واجب ہے۔ مضمون نگار کا وہ مضمون محض باطل و جزاف اور مضمون نگار مسلمان کا سخت بدخواہ، بحکمِ حدیث عذاب نار سے سخت بے باک اور اس پر نہایت جری، آسمان و زمین کے فرشتوں کا ملعون، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا۔ خود بدگمانی کے جرم میں مبتلا اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنے والا، سخت مفتری و کذاب و دروغ باف ہے وہ خیر سے روکنے والا:

مَنَّاعٍ لِلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ۔[۱] بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار۔

کے مصادیق میں شامل اور عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ میں یصدون داخل ہے۔ اس کا وہ قول کہ ''حج ناروا ہے'' ضلال و اضلال اور اس پر وبال و نکال اور خلاف اسلام ہے ـــــــ مسلمانوں کو اس کے کہے سے حج سے رکنا حرام حرام ہے عزوجل فرماتا ہے:

لَاتُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ـ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ ـ عَنِيْدٍ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ۔[۲]

ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا۔ (کنزالایمان)

روکنے والا فاسق فاجر مرتکب کبیرہ مردود الشہادہ ہے۔ اس کا اصل مقصد اس ساری سعی باطل اور کوشش ناحاصل سے یہ ہے کہ شریف کی خلافت کو کوئی طاقت نہ پہنچ جائے۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ اس نے آخر میں اپنے دل کی کھول دی ہے۔ ملاحظہ ہو:

ایک خاص امر یہ بھی لائق تدبر ہے کہ یہ زمانہ معذوری خلیفہ کا ہے

---

[۱] پ ۲۹ سورۂ قلم، آیت ۱۲۔ [۲] ایضاً، آیت ۱۰-۱۱-۱۲۔

یعنی بمعونت اقتدار خلافت اور قیامِ خلیفہ عملاً نہیں ہے۔ لہذا وہ
مسلمان جواب تک اپنے خلیفہ کو بحال نہ کر سکے اور نہ کوئی دوسرا خلیفہ
جمہوری فیصلہ سے اب تک منتخب ہوا ہے، نہ اس کا کوئی نائب حقیقی
متعین ہوا ہے، لہذا وہ حج کو کسی طرح نہیں جا سکتے۔ پس حکم واضح جلی
یہ ہے کہ ادائے حج ناروا ہے اور طاعت کو سبب معصیت بنانا ہے۔

عقل مند نے یہ نہ سمجھا کہ ہر کس و ناکس سے تو اپنی خلافت پر دستخط نہ لئے جائیں گے تو عامہ کے لئے یہ حکم کیوں کر صحیح ہوگا اگر ہوا تو خواص کے لئے ہو پھر یہ کہ ایسی زبردستی خلافتِ شریف کا اقرار کیا قابل اعتبار، وہاں جو شریف کے خوف سے دستخط کرائے گا۔ کیا یہاں وہ اس کا اعلان نہ کر سکے گا کہ میں نے بحالتِ اکراہ دستخط کئے تھے۔ میں ہرگز شریف کی خلافت نہیں مانتا۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ یہ عقل اور فتویٰ نویسی کا شوق۔ شرم شرم شرم۔ مسموع ہوا ہے کہ مضمون نگار صاحب کے جد اور مرشد زادے یعنی حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کے صاحبزادے مولوی عبدالقدیر حج کے لئے کچھ دن ہوئے روانہ ہوئے ہیں۔ فرمائیں کہ انھیں بھی حج کو جانا حرام تھا یا نہیں۔ اور ان کا اور ان کے ہمراہیوں کا یہ حج مردود ہوگا یا مقبول۔ انھیں ان کے جانے کا حال معلوم ہوا یا نہیں۔ معلوم ہونے پر انھیں روکا یا نہیں۔ نہ روکا تو کیوں اور روکا اور وہ نہ رکے تو کیوں ان کا اور ان کے ساتھیوں کے لئے کیا حکم ہے جلد جواب دیں۔

ھکذا ینبغی التحقیق و اللہ سبحنہ ولی التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط